انوارِ رضا

رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
اردو بازار، لاہور

انوارِ رضا رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ۔ لاہور

نام کتاب ——— انوارِ رضا

صفحات ——— ۷۷۶

سائز ——— ۲۰ × ۳۰ / ۸

طباعت ——— آفسٹ

مطبع ——— کارواں پریس، لاہور

بار اوّل ——— ۱۵؍ ذیقعد ۱۳۹۷ھ

بار دوم ——— اگست ۱۹۸۶ء بمطابق ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

قیمت ——— -/۳۰۰ روپے

ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ

لاہور ۲ فون نمبر: ۲۲۱۹۵۳،
۲۲۵۰۸۵،

امام احمد رضا اور مسئلہ تکفیر

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ علمائے دیوبند تقریباً پچاس ساٹھ سال سے پریس و قلم کی طاقت کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی پوری جد و جہد کر رہے ہیں کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق میں نہایت عجلت پسند بے پاک، ہٹ دھرم، ضدی اور سخت گیر واقع ہوئے تھے۔ خصوصاً علمائے دیوبند کی تکفیر میں نہایت عجلت پسندی بے باکی اور ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا اور اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر وقتِ نظر اور وسعت فکر کے ساتھ غور نہ کیا۔

الزامِ تکفیر

چنانچہ مولوی ابوالحسن علی ندوی کے والد مولوی عبدالحیٔ لکھنوی ندوی اپنی تصنیف نزہۃ الخواطر جلد ہشتم میں امام احمد رضا بریلوی کا تذکرہ کر رہے ہیں مگر تاریخی شواہد اور ان کی طرزِ نگارش کی روشنی میں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مولوی صاحب موصوف مسلکی عصبیت کا شکار ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ فاضل بریلوی کی عجلت پسندی کے متعلق رقمطراز ہیں۔ مسارعاً فی التکفیر قد حمل لواء التکفیر والتفریق فی الدیار الهندیة فی العصر الاخیر

ترجمہ: تکفیر مسلم میں بہت ہی عجلت پسند ہے۔ زمانۂ اخیر میں اسی نے دیارِ ہند میں تکفیر و تفریق کا علم بلند کیا۔ (نزہۃ الخواطر جلد ہشتم ص۳۹)

کفری عبارتوں کی تاویل کے متعلق فاضل بریلوی کا نقطۂ نظر یوں بیان کر رہے ہیں۔ وکان لایتسامح ولایسمع تاویل فی کفر من لایوافقه علی عقیدته وتحقیقه او من یبدی فیه انحرافاً عن مسلکه ومسلک آبائه۔ ترجمہ:- اور وہ ایسی تاویل کفر نہ سننے دیتا اور نہ سنتا جو اس کے عقیدے اور تحقیق کے خلاف ہوتی ہے یا جس میں اس کے آبا ریا اس کے مسلک سے انحراف ہوتا۔ (نزہۃ الخواطر جلد ہشتم ص۳۹)

آئندہ صفحات میں حقائق کے ذریعہ ہم واضح کریں گے کہ مولوی صاحب موصوف اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہیں۔ پہلے آیئے اسی معاملہ میں دیوبندی مکتبِ فکر کی دوسری مشہور شخصیت مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی کی عبارت ملاحظہ ہو جو انصاف پسند مصنف کم اور متعصب و معاند زیادہ نظر آتے ہیں تحریر کا تیور دیکھیے۔

یاد رہے مولانا احمد رضا خاں اپنے اور اپنے معتقدوں کے سوا، دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابوجہل و ابولہب سے بھی بڑھ کر اکفر سمجھتے تھے۔ (ذکرِ آزاد ص۱۲۱)

ملیح آبادی صاحب کی بے بنیاد الزام تراشی سے بڑھ کر جناب رئیس احمد صاحب ندوی کے بہتانِ عظیم پر ہمیں بے حد افسوس ہے۔ کہ موصوف نے ایک فرضی بات کو تحریر کر کے جہاں غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے وہیں تاریخی حالات و شواہد اور دیانت کا نہایت بے دردی کے ساتھ گلا گھونٹا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے خلاف ۲۰ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ دیا جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا نام عبدالباری تھا اور لوگ انہیں باری میاں کہتے ہیں اگر ان کا نام عبداللہ ہوتا تو لوگ انہیں اللہ میاں کہتے لہٰذا کافر (آزادی ہند ص۱۸۹)

مندرجہ بالا اور اسی قبیل کی بیسیوں عبارتیں دیوبندی مصنفین کی ہماری نظروں سے گزریں جن کے متعلق فی الحال ہم یہی کہہ کے گزر جانا چاہتے ہیں کہ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آئندہ مضمون سے خود بخود واضح ہو جائے گا۔ اتنی بات مزید ہے کہ ان لوگوں نے الزام تراشی اور اشتعال انگیز انداز اختیار کر کے عالم مسلمانوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ بعض علماء دیوبند پر اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارتکاب کی وجہ سے امام احمد رضا بریلوی نے جو کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ یا علماء حرمین سے ان کی تنقیصی عبارتوں پر جو استفتاء کر کے شرعی حکم شائع کیا ہے وہ بھی اسی قسم کا ہے اور نہ ہی قابلِ اعتبار۔

تنقیصی عبارتیں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی نے جن علماء دیوبند کو شانِ رسالت کا مجرم گردانا ہے۔ ان کی عبارتیں پیش کر دی جائیں ملاحظہ ہوں۔

۱- مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی تحریر اور اس تحریر کی تائید مولوی رشید احمد گنگوہی نے کی ہے اس لئے فاضل بریلوی نے ان دونوں حضرات کو بارگاہ رسالت کا گستاخ گردانا ہے ملاحظہ ہو۔

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص۵۱)

اس عبارت کا واضح مطلب یہی ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا وسعت علم قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اس لیے حضور کی وسعت علم کو تسلیم کرنا شرک ہے۔

۲- مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو جس عبارت کی وجہ سے فاضل بریلوی نے بارگاہِ نبوی کا گستاخ تسلیم کیا ہے وہ عبارت ملاحظہ ہو۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنیٰ خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس ص۳)

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں۔

اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔ (تحذیر الناس ص۱۴)

تیسری جگہ تحریر کرتے ہیں۔

اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص۲۵)

ان تینوں عبارتوں کا مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام نبیوں کے بعد اور آخیر میں ہوئی مگر علم والوں پر یہ بات واضح ہے کہ پہلے یا آخر میں آنے کی وجہ سے حضور کی خاتمیت کی بالذات کوئی فضیلت نہیں بلکہ فرض کیا جائے کہ آپ کے زمانہ میں بھی کوئی دوسرا نبی ہو تا جب بھی آپ خاتم النبیین ہی رہتے اور آپ کے بعد آج بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے یا نبوت کا دعویٰ کرے جب بھی حضور کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

۳- مولوی اشرف علی صاحب کی جس عبارت پر امام احمد رضا بریلوی کو اعتراض ہے درج ذیل ہے۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص۸)

اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کا اگر علم غیب مانو تو کل محال ہے اور بعض مانو تو اس میں حضور کی کوئی تخصیص نہیں کیونکہ حضور ایسا علم غیب تو زید و عمر ہی نہیں بلکہ ہر بچے اور پاگل اور تمام حیوانات کو بھی حاصل ہے۔

ہم علمائے دیوبند کی ان عبارتوں کے حسن و قبح پر تبصرہ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس کے حسن و قبح سے متعلق سیکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ کوئی بھی خالی الذہن مسلمان ان عبارتوں کو پڑھے گا تو حیرت و استعجاب میں ضرور پڑ جائے گا۔ ہم کہتے ہیں ان عبارتوں کو لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اس کے لکھنے سے کون سا دینی کام سرانجام پا گیا؟ اور نہ لکھنے سے کونسی مصیبت مذہب اسلام پر آن پڑتی؟ بلکہ میں تو کہتا ہوں ان عبارتوں کے نہ لکھنے میں دینی منفعت تھی آج جو اس کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر افتراق و انتشار کی خلیج پائی جاتی ہے۔ کبھی بھی نہ پائی جاتی اور نہ بدامنی کے امکانات ہوتے۔

علمائے دیوبند پر ان کے گھر کا فتویٰ

مذکورہ بالا عبارتوں کے سلسلہ میں خود علماء دیوبند کے کیا تاثرات تھے ملاحظہ ہوں۔ تحذیر الناس کے سلسلہ میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں ۔ جس وقت مولانا نے تحذیر الناس لکھی ہے۔ کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہ کی بجز مولانا عبدالحئی صاحب کے۔

(الافاضات الیومیہ جلد چہارم صـ۵۸۰ زیر ملفوظ ۹۲۷)

یہ وہی کتاب ہے جس کی تین عبارتیں ہم نے پیش کی ہیں اور امام احمد رضا بریلوی جیسے توہین آمیز قرار دیتے ہیں۔ بقول تھانوی صاحب بھی یہ بدنام زمانہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی بحث کی گئی ہے اور معنی خاتم النبیین میں اختراع کیا گیا ہے اس اختراع کے بالمقابل مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کا قول ملاحظہ ہو۔

إن اللغة العربية حاكمة بان معنى خاتم النبيين في الآية هو آخر النبيين لاغير۔ بے شک عربی زبان کا اٹل فیصلہ ہے کہ آیت کریمہ کے اندر خاتم النبیین کا معنی صرف آخر الانبیاء ہے۔ دوسرا کوئی معنی نہیں۔ (ہدیۃ المہدیین صـ۲۱)

خاتم النبیین کے معنی کی وضاحت کے بعد مفتی صاحب فیصلہ فرماتے ہیں کہ جو اس معنی کے خلاف کوئی معنی لے اور اس پر اصرار کرے فتویٰ کفر اور قتل کا حقدار ہوگا۔

اجمعت عليه الامة فيكفر مدعي خلافه ويقتل ان اصر۔ امت محمدیہ کا خاتم الانبیاء کے اس معنی پر اجماع و اتفاق ہے۔ لہذا خاتم الانبیاء کا دوسرا معنی گڑھنے والا کافر قرار پائے گا۔ اور اگر اپنے گڑھے ہوئے معنی پر اصرار کرے تو قتل کیا جائیگا۔ (ہدیۃ المہدیین صـ۳۵)

ان مذکورہ عبارتوں کا امام احمد رضا بریلوی نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اسی قسم کا اگر کوئی عقیدہ رکھتا ہے تو ناظم تعلیمات دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی بھی اسے کافر و مرتد کہتے ہیں بظاہر مسلمانوں جیسی وضع قطع اور خدمت و تبلیغ اسلام کا اس کے کفر کو ختم کرنے کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

جو نماز اور روزہ بھی ادا کرتا ہے اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان ہی نہیں تمام یورپ کی خاک چھانتا ہو بلکہ فرض کرو اس کی سعی اور کوشش سے تمام یورپ کو اللہ تعالیٰ حقیقی ایمان و اسلام بھی عنایت فرما دے مگر اس دعوی اسلام و ایمان اور سعی بلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو یا اور ضروریات دین کا انکار کرے قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے اس کی مثال ایسی ہے جس کو کسی دیوانہ کتے نے کاٹ لیا ہو اور اس کا زہر اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہو اور ہر رگ اکڑ چکی ہو۔ وہ تمام دنیا کو چاہے سیراب کر دے تمام ہندوستان کے دریا اور نہریں اس کے قدموں کے نیچے سے بہتی ہوں مگر اس بدنصیب کو ایک قطرہ پانی کا نصیب نہیں ہو سکتا وہ دنیا کو سیراب کرے مگر خود تشنہ کام ہی دنیا سے رخصت ہوگا۔ ان الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر دین کے کام کرنے سے مغرور نہ ہونا چاہیئے کہ وہ خود بھی مسلمان ہے یا نہیں (اشد العذاب صـ۵)

ان حوالہ جات کی روشنی میں ہر انصاف پسند یہی فیصلہ [illegible] کے لحاظ سے علماء دیوبند کے متعلق جو

رنہ یہ اختیار کیا بالکل صحیح اور ان کا یہ فعل اسلام کے بالکل موافق تھا۔ اب رہ گیا متعصب مصنفین کی الزام تراشی و بہتان طرازی کا مسئلہ تو اسے بھی تاریخ کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیں کہ حقیقت کیا ہے۔

حزم و احتیاط

علمائے دیوبند نے مسئلہ تکفیر میں فاضل بریلوی پر جس بہتان تراشی اور سطحیت کا مظاہرہ کیا ہے اس کا تذکرہ خود امام موصوف نے بے حد دلچسپ انداز میں کیا ہے۔

ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہلسنت کے فتوئ تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا مولوی اسحاق صاحب کو کہدیا۔ مولوی عبدالحئی صاحب کو کہدیا۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوتی ہے وہ اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا شاہ ولی اللہ کو کہہ دیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا اور مولانا شاہ فضل الرحمان صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جو پورے ہی حد حیا سے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمۃ کو کہدیا۔

یہاں تک کہ ان کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب۔ الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جاکر جڑدی کہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ فرمائے۔ انہوں نے آیت کریمہ ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جب یہاں سے رسالہ انجاء البریٔ عن وسواس المفتری لکھ کر ارسال ہوا۔ (حسام الحرمین ص۴۲)

امام احمد رضا بریلوی کا مندرجہ بالا فرمان بالکل صحیح اور حقیقت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ علمائے دیوبند کے دعادی کے برخلاف امام بریلوی کی تحریریں ثبوت فراہم کرتی ہیں اور واضح کرتی ہیں کہ آپ تکفیر و تفسیق مسلمین میں بے پناہ حزم و احتیاط رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک صاحب نے تکفیر مسلم کے بارے میں آپ سے سوال کیا تو یہ جواب مرحمت فرمایا۔

بطور سب و شتم کہا تو کافر نہ ہوا گنہ گار ہوا۔ اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر ہو گیا۔ (الملفوظ مکمل ص۳۹۶)

امام احمد رضا بریلوی مسئلہ تکفیر میں بے حد محتاط تھے۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی جن کی مشہور و معروف کتاب تقویۃ الایمان کی سطر سطر سے توہین رسالت کی بو آتی ہے بلکہ بعض جگہ پر کھلے الفاظ میں توہین رسالت کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ اسی لئے بعض علماء مثلاً مولانا فضل حق خیرآبادی و مولانا فضل رسول بدایونی وغیرہما نے ان کی تکفیر بھی کی ہے۔ فاضل بریلوی نے بھی دہلوی صاحب کی تردید میں متعدد بلیغ رسالے لکھے مگر احتیاطاً آخر میں شرعی فیصلہ تحریر فرمایا۔

علماء محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے (سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح) انہیں کے متعلق دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مناسب (الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ) ایک تیسری کتاب میں بھی اعلیٰ حضرت نے مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی عبارتوں پر پوری پوری تنقید کر کے کفریات کی وضاحت فرما دی ہے اور تنقیدات کو پڑھنے کے بعد ایک عام مسلمان بھی دہلوی صاحب کو مسلمان سمجھنے کے لئے آمادہ نہیں ہو گا لیکن امام موصوف کے حزم و احتیاط کا یہ عالم ہے کہ ان کے متعلق شرعی فیصلہ یوں فرماتے ہیں۔ لزوم و التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے۔ جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ (سل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیہ)

ایک طرف امام احمد بریلوی نے محمد اسماعیل دہلوی کی تکفیر میں اتنی حزم و احتیاط برتی ہے۔ تو دوسری طرف مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی محمد قاسم نانوتوی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ پر حکم کفر بھی صادر فرمایا ہے۔ اتنے محتاط شخص کا ان علماء دیوبند پر حکم تکفیر لگانا بظاہر حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے لیکن حالات و [illegible] ہے [illegible] جب۔ موصوف کی اس معاملہ میں دینی مجبوری تھی۔

امام صاحب موصوف کا کہنا تھا کہ مذکورہ عبارتوں کے ذریعہ ان لوگوں نے گستاخی کی ہے اور شان رسالت میں اہانت کے مرتکب ہوئے ہیں اور عظمت و محبت حضور ضروریات دین سے ہے اس لئے مذکورہ علماء نے اہانت کر کے ضرورت دین کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ ان عبارتوں سے رجوع کا امام صاحب موصوف نے مطالبہ کیا اور بار بار اس دینی ضرورت کی طرف توجہ دلائی پھر بھی ان لوگوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی اور لگ بھگ بیس سال تک یہ مسئلہ چلتا رہا۔ فاضل بریلوی جدوجہد کرتے رہے کہ اس دینی اور شرعی مسئلہ کا حل بیٹھ کر تلاش کر لیا جائے۔ اور مفاہمت کی راہ نکال لی جائے۔

لیکن یہ افسوس ناک حقیقت ہے کہ علمائے دیوبند نے خلوص و ہمدردی کے جواب میں خلوص کے بجائے مناظرانہ داؤ پیچ کے لئے تحریری راہ اختیار کی اور بالمشافہ گفتگو سے گریز کرتے رہے حالانکہ علمائے دیوبند اگر امام موصوف سے اس دینی ضرورت میں تعاون کرتے تو آپس میں تصفیہ ہو جاتا اور مسلمانوں میں انتشار و افتراق کی خلیج ہرگز ہرگز نہ پیدا ہوتی۔ الغرض علمائے دیوبند کے باغیانہ رویہ اور ان مذموم عبارتوں کی بیس سال کے عرصہ میں بار بار اشاعت سے یہ سمجھ لیا کہ علماء دیوبند راہ راست پر آنے والے نہیں اس لئے اتمام حجت کے بطور آخری جدوجہد کی اور ایک خط بذریعہ رجسٹری لکھا جس کی تحریر یہ ملاحظہ ہو۔

یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا۔ آئندہ کسی کے غوغے پر التفات نہ ہوگا۔ منوا دینا میرا کام نہیں اللہ عز و جل کی قدرت میں ہے واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ (مجدد اسلام ص۱۰۶)

جب اس آخری دعوت پر بھی بالکل خاموشی برتی گئی تو امام موصوف نے عامۃ المسلمین کو گمراہیوں سے بچانے اور اپنے فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ۱۳۲۰ھ میں مذکورہ

عبارتوں پر ہر زاویہ سے بحث کر لینے کے بعد ان لوگوں پر حکم تکفیر عاید کیا اور علمائے حرمین سے بھی ان عبارتوں پر استفتاء لیکر شائع کیا جو آپ کے حکم کے مماثل تھا۔ امام موصوف حکم تکفیر لگانے کے بعد بھی جو توضیحی عبارت تحریر فرماتے ہیں آپ کے خلوص نیت محبت رسول اور حق بجانب ہونے کا ٹھوس ثبوت فراہم کرتی ہے۔

اٹھہترہ وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دیکر یہی لکھ چکا تھا۔ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہوگئی، ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوگئی، حاش للہ مسلمانوں کا علاقہ، محبت و عداوت صرف محبت خدا و رسول ہے (حسام الحرمین ص۱۱۱)

فاضل بریلوی کے حکم تکفیر عائد کرنے کی اس دینی مجبوری کا اعتراف خود مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو بھی ہے۔ حضرت اختر شاہ جہان پوری اپنی تصنیف "اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام" میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ایک قول نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے کسی غرض سے تو نہیں کہتا (اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام)

مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند نے بھی امام احمد رضا بریلوی کو مسئلہ تکفیر میں مذہبی طور پر مجبور بتایا ہے ملاحظہ ہو۔

اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (اشد العذاب ص۱۳)

امام احمد رضا بریلوی کی اسی صداقت شعاری حق گوئی اور حزم و احتیاط کو دیکھتے ہوئے مدینہ منورہ کے ایک متفقہ عالم دین

حضرت شیخ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی مدرس حرم طیبہ تحریر فرماتے ہیں عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ فرمایا جائے۔

ہمارے سردار علماء نے اس وقت تکفیر کی راہ چلی جب کہ نور ثبوت پایا اور ائمہ مجتہدین کی قطعی حجتوں پر اعتماد فرمایا نہ محض اندازے اور خبر کی بنیاد پر اس دن کا خوف کرتے ہوئے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ (حسام الحرمین)

ان حقائق کے باوجود دیوبندی مصنفین کا امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر تکفیر مسلم کرنے کا الزام وبہتان لگانا سراسر زیادتی ہوگی مگر یہ سلسلہ آج تک جاری ہے غالباً اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ صرف مسلکی تعصب وعناد کی بنیاد پر اس قسم کی باتیں تحریر کی جاتی ہیں۔ جو رواداری اور انصاف پسندی کے بالکل خلاف ہے بلکہ سیدھے سادے ناواقف مسلمانوں کے ساتھ فریب کاری اور دھوکہ دہی کی سازش گردانی جائے گی۔

دوسرے یہ کہ ان مصنفین نے فاضل بریلوی سے متعلق کچھ مطالعہ ہی نہیں کیا ہے صرف سنی سنائی باتوں اور افواہوں پر اعتماد کرکے جو کچھ سمجھ میں آیا تحریر کر ڈالا۔ ایک مصنف کو ایسا کرنا قطعاً زیب نہیں دیتا اور یہ تصنیفی دیانت کے بھی منافی ہے کیونکہ کسی کے متعلق بغیر تحقیق ومطالعہ کے کوئی بے بنیاد بات تحریر کر دینا انتہائی گھناؤنا جرم ہے۔

اس لئے ہم تمام روادار اور انصاف پسند دیوبندی مصنفین کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ فاضل بریلوی کے متعلق لکھنے سے پہلے حالات کا پورے طور پر جائزہ لے لیں اور تحقیق ومطالعہ سے اپنے ذہن کو تیار کر لیں ہمیں امید ہے کہ اس کے بعد ہر مسئلہ میں فاضل بریلوی کی عبقریت ہی ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔